امام ابو محمد عبداللہ دارمیؒ

اظہار حق اور ایفائے عہد

سلیمان بن عبدالملک اور ابو حازم تابعی کے درمیان دلچسپ اور نصیحت آموز مکالمہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الامام الکبیر ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن الفضل بن بہرام الدارمی المتوفی ۲۵۵ھ نے اپنی کتاب "سنن الدارمی" (جس کا رتبہ سادس کتب ستہ المعتبرہ کا ہے) میں بنو امیہ کے خلیفہ سلیمان بن عبدالملک کی اپنے زمانۂ خلافت میں مدینہ منورہ حاضری اور جلیل القدر تابعی ابو حازمؒ سے ایک مکالمہ نقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ ضحاک بن موسیٰ نے بیان کیا کہ سلیمان بن عبدالملک مدینہ طیبہ آئے اور ارادہ مکہ مکرمہ جانے کا تھا، مدینہ منورہ میں چند روز قیام کیا، اس دوران میں لوگوں سے پوچھا کہ کیا مدینہ طیبہ میں کوئی ایسا شخص موجود ہے کہ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی کو دیکھا ہو؟ بتایا گیا کہ ہاں ایک صاحب ابو حازمؒ نامی موجود ہیں۔ پس سلیمان نے ابو حازمؒ کو بلا بھیجا۔ جب آپ تشریف لائے تو خلیفہ سلیمان بن عبدالملک اور جلیل القدر تابعی ابو حازمؒ کے درمیان درج ذیل مکالمہ ہوا:-

سلیمان:- ابو حازمؒ یہ بے وفائی کیسی؟

ابو حازمؒ:- امیر المؤمنین آپ نے مجھ میں کیا بے وفائی دیکھی؟

سلیمان:- مدینہ کی اہم شخصیات مجھ سے ملنے آئیں لیکن آپ تشریف نہ لائے۔

ابو حازمؒ:- امیر المؤمنین! آپ کے خلافِ واقعہ بات کہنے سے میں آپ کے لیے اللہ کی پناہ لیتا ہوں، آپ آج سے پہلے نہ مجھ کو جانتے تھے اور نہ میں کبھی آپ کو دیکھا تھا۔

سلیمان:- (محمد شہاب زہریؒ کی طرف متوجہ ہو کر) شیخ نے درست فرمایا اور غلطی مجھ سے ہوئی۔ اے ابو حازمؒ! کیا بات ہے کہ ہم موت سے گھبراتے ہیں اور اس کو ناپسند کرتے ہیں؟

ابو حازمؒ:- اس وجہ سے کہ تم نے آخرت کو برباد و ویران اور دنیا کو آباد کیا پس آبادی سے ویرانے کی طرف منتقل ہونے سے گھبراتے ہو۔

سلیمان:- آپ ٹھیک کہتے ہیں، اب یہ بتائیے کہ کل خدا کی بارگاہ میں پیشی کیسے ہوگی؟

ابو حازمؒ:- فرمانبردار کو تو ایسا محسوس ہوگا جیسے کوئی سفر سے واپس ہو کر اپنے گھر جائے اور بدکار کا یہ حال ہوگا

جیسے کوئی بھاگا ہوا غلام اپنے آقا کے سامنے پیش کیا جائے۔

سلیمان:۔ (روتے ہوئے) کاش مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ خدا تعالیٰ کے ہاں ہمارے ساتھ کیا معاملہ ہو گا؟

ابو حازمؒ:۔ آپ اپنے اعمال کو کتاب اللہ پر پیش کر کے دیکھ لیجئے۔

سلیمان:۔ کتاب اللہ میں وہ کونسا مقام ہے جس پر اپنے اعمال پیش کر کے دیکھوں؟

ابو حازمؒ:۔ اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَ اِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ۔

سلیمان:۔ اے ابو حازمؒ! اللہ کی رحمت کہاں ہے؟

ابو حازمؒ:۔ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ۔ (بے شک اللہ کی رحمت نیکوکاروں سے قریب ہو گی)

سلیمان:۔ اے ابو حازمؒ! اللہ کے ہاں سب سے زیادہ معزز کون ہے؟

ابو حازمؒ:۔ اہل مروت اور اہلِ عقل۔

سلیمان:۔ سب سے افضل عمل کون سا ہے؟

ابو حازمؒ:۔ فرائض کا ادا کرنا اور حرام سے بچنا۔

سلیمان:۔ کون سی دعا سب سے زیادہ مقبول ہوتی ہے؟

ابو حازمؒ:۔ احسان مند کی دعا احسان کرنے والے کے حق میں۔

سلیمان:۔ صدقہ کون سا افضل ہے؟

ابو حازمؒ:۔ وہ صدقہ جو پریشان حال سائل کو دیا جائے اور غریب آدمی کی محنت کی کمائی کا ہو اس طرح کہ اس کے بعد سائل پر نہ احسان جتایا جائے اور نہ ہی اس کو ایذاء دی جائے۔

سلیمان:۔ سب سے زیادہ انصاف کی بات کون سی ہوتی ہے؟

ابو حازمؒ:۔ جس شخص سے خوف یا لالچ ہو اس کے سامنے سچی بات کہنا۔

سلیمان:۔ سب سے عقلمند کون سا مسلمان ہے؟

ابو حازمؒ:۔ جو اطاعتِ خداوندی بجا لاتا ہو اور دوسروں کو بھی اس کی راہنمائی کرتا ہو۔

سلیمان:۔ سب سے بڑا احمق کون ہے؟

ابو حازمؒ:۔ جو اپنے ظالم بھائی کی ہاں میں ہاں ملا کر اس کی دنیا کی خاطر اپنا دین بیچ ڈالے۔

سلیمان:۔ آپ نے سب درست فرمایا۔ اچھا آپ ہماری حکومت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

ابو حازمؒ:۔ امیر المومنین! کیا مجھے اس سوال کے جواب سے آپ معاف نہ رکھیں گے۔

سلیمان:۔ نہیں! آپ کو میری خیر خواہی کے لیے جواب دینا ہو گا۔

ابوحازمؒ:۔ اے امیرالمؤمنین! آپ کے باپ دادا نے تلوار کے زور سے مسلمانوں کو مغلوب کیا اور زبردستی بغیر مسلمانوں کے مشورے اور بغیر ان کی رضامندی کے یہ سلطنت حاصل کی جس کے نتیجہ میں کثیر تعداد قتل کی گئی۔ کاش آپ کو یہ معلوم ہو جاتا کہ ان سے کیا سوال و جواب ہوا!

ایک جلیس:۔ (مجلس میں بیٹھا ہوا شخص) اے ابوحازمؒ! آپ نے بہت نامناسب بات کہی۔

ابوحازمؒ:۔ (اس کی طرف متوجہ ہو کر) تم نے جھوٹ کہا۔ اللہ تعالیٰ نے علماء سے یہ عہد لیا تھا کہ وہ حق کو واضح طور پر بیان کریں گے چھپائیں گے نہیں۔

سلیمان:۔ بہت اچھا! اب ہماری اصلاح کیسے ہو سکتی ہے؟

ابوحازمؒ:۔ سختی چھوڑ کر مروّت اختیار کرو اور مال کی تقسیم میں مساوات، انصاف کیا کرو۔

سلیمان:۔ ہم جو لوگوں سے مال وصول کرتے ہیں اُس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

ابوحازمؒ:۔ حلال طریقے سے لو اور اُن کے مستحقین پر خرچ کرو۔

سلیمان:۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ آپ ہمارے ساتھ رہا کریں تاکہ آپ کو ہم سے اور ہمیں آپ سے فائدہ پہنچے؟

ابوحازمؒ:۔ اللہ کی پناہ۔

سلیمان:۔ وہ کیوں؟

ابوحازمؒ:۔ مجھے خوف ہے کہ اگر میں حق کو چھوڑ کر تمہاری طرف ذرا بھی جھکا تو اللہ تعالیٰ مجھے دنیا و آخرت میں دوہری سزا دیں گے۔

سلیمان:۔ ہمارے سامنے اپنی کوئی ضرورت پیش کیجیے؟

ابوحازمؒ:۔ مجھے جہنم سے بچا دیجیے اور جنّت میں داخل کرا دیجیے۔

سلیمان:۔ یہ تو میرے بس میں نہیں۔

ابوحازمؒ:۔ اس کے علاوہ میری کوئی حاجت نہیں۔

سلیمان:۔ میرے لیے دعا فرما دیجیے۔

ابوحازمؒ:۔ یا اللہ! اگر سلیمان تیرا دوست ہے تو دنیا و آخرت کی خیر اس کے لیے آسان کر دیجیے اور اگر تیرا دشمن ہے تو اس کو پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر اس طرف لے جائیے جو تجھے پسند ہو۔

سلیمان:۔ بس، بس!

ابوحازمؒ:۔ اگرچہ میں نے مختصر الفاظ سے دعا مانگی ہے مگر یہ بہت زیادہ ہے بشرطیکہ تم اس کی اہلیت اپنے اندر پیدا کر لو اور اگر تم اس کے اہل نہیں تو میرے لیے بھی یہ بے فائدہ بات ہے کہ کمان سے تیر بغیر نشانہ وہدف کے پھینکوں۔

سلیمان:۔ مجھے کوئی نصیحت کیجئے!

ابوحازمؒ:۔ میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں اور وہ بھی مختصر! اپنے رب کی عظمت اور پاکی کا ہر وقت دھیان رکھو، ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں منع کی ہوئی جگہ میں دیکھے اور ایسی جگہ سے تم کو غیر حاضر دیکھے جس جگہ حاضری کا انہیں حکم دیا ہے۔

بس اتنی نصیحت کر کے ابوحازمؒ سلیمان کے پاس سے تشریف لے آئے۔ سلیمان نے آپ کے پاس سو دینار بھیجے اور لکھ بھیجا کہ انہیں اپنی ضرورت میں خرچ فرمادیں اور اتنی مقدار وظیفہ کی آپ کو ہمیشہ ملتی رہے گی۔

ابوحازمؒ نے ان سو دیناروں کو واپس فرمادیا اور لکھا کہ اے امیرالمؤمنین! میں آپ کے لیے خدا کی پناہ مانگتا ہوں اس خیال سے کہ آپ کا مجھ سے سوالات کرنا مذاق تھا یا میرا آپ کو جواب دینا آپ پر عطایا احسان تھا۔ بات یہ ہے کہ جب میں ان دیناروں کو آپ کے لیے پسند نہیں کرتا خود اپنے لیے کس طرح پسند کرسکتا ہوں؟ اور لکھا اے امیرالمؤمنین! جب موسیٰ علیہ السلام مدین کے کنوئیں پر پہنچے تو دیکھا کہ چرواہے بکریوں کو پانی پلا رہے ہیں اور دو لڑکیاں اپنی بکریوں کو روکے ہوئے ذرا ہٹ کر کھڑی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان دونوں سے اس کا سبب پوچھا؟ تو دونوں نے جواب دیا کہ جب تک بھیڑ نہ چھٹ جائے ہم پانی نہیں پلاسکتیں اور ہمارے والد بوڑھے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے ہمدردی کی اور ان کی بکریوں کو پانی پلادیا اور پھر سائے کی طرف ہٹ کر دعا مانگی کہ یا اللہ! تیری طرف سے جو خیر بھی نازل ہو میں اس کا محتاج ہوں۔ اُس وقت میں موسیٰ علیہ السلام بھوکے بھی تھے اور خوفزدہ بھی، کوئی ٹھکانہ بھی نہ تھا، چنانچہ اپنے رب سے ہی مانگا مخلوق سے بالکل سوال نہ کیا، آپ کی دُعا کو چرواہے تو نہ سمجھ سکے لیکن یہ دونوں لڑکیاں سمجھ گئیں۔ جب یہ واپس گئیں تو اپنے والد (جو کہ شعیب علیہ السلام تھے) سے پورا قصہ بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ شخص بھوکا معلوم ہوتا ہے۔ اور ایک لڑکی سے کہا کہ جاؤ! انہیں بلالاؤ، چنانچہ جب وہ آئیں تو اپنا چہرہ ڈھانپ لیا اور کہا کہ میرے والد آپ کو بلاتے ہیں تاکہ آپ نے جو ہماری بکریوں کو پانی پلایا ہے اُس کا بدلہ دیں، موسیٰ علیہ السلام پر بدلہ کا لفظ بہت ہی شاق گذرا، لیکن جانے کے سوا اور کوئی چارہ بھی نہ تھا کہ پہاڑوں کے درمیان بھوکے اور وحشت کے حال میں تھے۔ جب آپ اُس کے پیچھے چل رہے تھے تو ہوا کے جھونکوں سے کپڑے سمٹنے لگے اور بعض چھپے ہوئے اعضاء کی ہیئت نمایاں ہونے لگی۔ موسیٰ علیہ السلام کبھی نگاہ اٹھاتے اور کبھی نگاہ جھکالیتے، لیکن جب آپ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا تو آپ نے پکار کر فرمایا اے اللہ کی بندی! تم میرے پیچھے ہوجاؤ اور مجھے راستہ بتاتی جاؤ۔ جب موسیٰ علیہ السلام شعیب علیہ السلام کے پاس پہنچے اور وہ شام کا کھانا تیار کیے ہوئے بیٹھے تو انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا اے نوجوان! آؤ بیٹھو اور کھانا کھاؤ۔

موسیٰ علیہ السلام نے کہا اللہ کی پناہ! شعیب علیہ السلام نے اُن سے پوچھا کیا بات ہے، کیا تم بھوکے نہیں ہو؟ فرمایا کیوں نہیں! بھوکا تو ہوں لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ یہ کھانا پانی پلانے کی خدمت کا بدل نہ ہوجائے، میرا تعلق اُس

خاندان سے ہے جو دین کی چھوٹی سی چھوٹی خدمت کو زمین بھر سونے کے بدلہ بھی نہیں بیچتے۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا نہیں، اے نوجوان! میرا اور میرے آبا و اجداد کا یہ دستور چلا آ رہا ہے کہ ہم مہمانوں کی مہمانی کرتے ہیں اور کھانا کھلاتے ہیں۔ پس موسیٰ علیہ السلام بیٹھ گئے اور کھانا کھایا۔

یہ واقعہ نقل کرنے کے بعد ابو حازم (اللہ تعالیٰ اُن پر رحم فرمائے) نے سلیمان کو اس طرح مخاطب کر کے مزید یہ لکھا کہ :۔

اے امیر المؤمنین! اگر یہ سو دینار بدلہ ہیں اُن نصیحتوں کا جو میں نے آپ کو کی ہیں تو میرے نزدیک حالتِ اضطرار میں بھی مُردار، خون، خنزیر کا گوشت ان سے زیادہ حلال ہے اور اگر یہ اس لیے ہیں کہ بیت المال میں میرا بھی حصہ ہے، تو یہ بھی غور طلب ہے کہ میرے جیسے اور بھی بہت سے ہیں۔ اگر آپ سب کے ساتھ برابری کریں کہ اُن کو بھی دیں ورنہ مجھے بھی ان کی ضرورت نہیں۔

بقیہ۔ قرآن حکیم

خدمات ختم ہو گئیں۔ اور مجھے یہاں حضورؐ کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضورؐ نے فرمایا کہ ہندوستان میں میرے دین کی اشاعت مولانا محمد قاسمؒ نے کی ہے۔ پھر حضرت مدنیؒ کے مکان پر تشریف لائے۔ اور کافی طلبا رلے ان سے بیعت کی اور اس طرح ان کا فیض دنیا میں پھیلا۔

تو میری عرض ہے کہ اعمال فنا نہیں ہوتے۔ سب مانتے ہیں صحاح کی احادیث میں ہے۔ کہ اعمال قبر کے اندر بیٹھنے تو نہیں۔ اعمال کی خوشبو باہر آتی ہے۔ تو اساتذہ کا ادب کرو۔ صحابہ کرامؓ نے حضورؐ سے باتیں کم سنی ہیں۔ ابو ہریرہؓ نے زیادہ سنیں۔ ورنہ اکثر صحابہ کرامؓ صرف حضورؐ کی زیارت کرتے۔ صرف اس لئے آتے تھے کہ سارا دن بیٹھتے اور حضور کی زیارت کرتے رہتے۔

اِنّما بعثت معلماً معلم اعظم نبی کریمؐ ہیں تو اپنے اساتذہ کرام کا احترام اور اپنی مادرِ علمی سے تعلق کتاب اللہ کی تلاوت۔ اس کے معانی پر غور و فکر و لیکن خود کو بڑا نہ سمجھو کہ اپنے اساتذہ پر اعتراض کرنے ہو۔ یا اس ادارہ پر اعتراض ہو تو انوارات سلب ہو جائیں گے وہ شے نہیں ملے گی جس کی تمنا کرتے ہو اللہ تعالیٰ ہم سب کے گناہ معاف فرمائے۔